گاؤکشی پر مباحثہ

مابین مولانا ابن الحسن صاحب تاجپوری و پنڈت جگت نرائن صاحب بنارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً اما بعد مخفی نرہے کہ میرے مہربان علم دوست پنڈت جگت نرائن صاحب بنارسی کے اکثر رسالے اور اشتہارات ہند کے کوچہ بکوچہ تقسیم ہوتے ہیں اور پنڈت جی موصوف یہ لن ترانیاں ہانکتے ہیں کہ مینے یہود و نصاریٰ و اہل اسلام کے مذاہب کی کتابیں دیکھی ہیں ہر ہر فرقے کے علما سے مناظرہ کرسکتا ہوں اور اکثر مسلمانوں کو مینے ہندو بنایا ہے مجھے سخت حیرت ہوئی کہ جس شخص کی نظر کتب اسلام خصوصاً قرآن شریف پر بنظر تحقیق ہوگی وہ راہ مستقیم سے پھر کر بحر ضلالت میں کیوں غرق رہیگا مگر متعصب کیوں نہو تلاوت قرآن مجید سے کبھی نہ کبھی کلام ربانی کا اثر اوسکے دل پر ضرور ہوگا پھر یہ خیال ہوا کہ شاید حق سبحانہ تعالے کو منظور ہو کہ میرے مشفق و مہربان پنڈت جی کو ہدایت کرے اور راہ مستقیم پر لادے تو پھر کسکی طاقت ہے کہ اونکو راہ راست پر لاوے اور اسلام کا مزہ چکھاوے من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ یعنی جسکو راہ دے اللہ کہ پھر نہیں کوئی گمراہ کرنیوالا اوسکو اور جسکو بہکاوے وہ اوسکو پھر نہیں کوئی راہ دینے والا اوسکو۔ حسن اتفاق سے پنڈت جی موصوف قصبہ تاجپور میں آئے مینے اونسے مناظرہ کرنے کی بکرر سہ کرر درخواستیں کیں اور شرائط لکھکر اونکے پاس رسال کیں لیکن پنڈت جی نے سمجھا کہ جلسہ عام میں مناظرہ کرنے سے قلعی کھل جائیگی اور شکست فاش کھاکر سرنگوں ہونا پڑیگا پھر دستار ندامت سر سے باندھ سعاوتین حاضرین کو کیا منھ دکھاونگا چنانچہ انھیں دور اندیشیوں سے پنڈت جی مناظرہ سے بھاگے اور یہ ظاہر کیا کہ میں مناظرہ کرنے نہیں آیا ہوں۔ مینے چند اشخاص کی معرفت زبانی و تحریری پیغام بھیجا اور اپنے نامہ میں اونکو خوب سمجھایا کہ غرض علم سے یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالے کو جانیں اوسکے احکام مقدس کو مانیں اور بلا شرکت غیرے اوسکی پرستش کریں اور دین کو فائدہ پہونچاویں وغیرہ لیکن میرے مہربان پنڈت جی نے رخ ہی نہ کیا سواے نہ کے ہاں زبان پر نہ لائے۔ عاجز نے مندرجہ ذیل شرائط بھیجی تھیں۔

(۱) دو آدمی مناظرہ کرنیوالوں کے سوا تیسرا شخص بوقت مناظرہ کچھ نہ بولے۔ (۲) فریقین کی بحث و دلائل کو تیسرا شخص لکھتا جاوے اور چوتھا شخص باواز بلند پڑھکر مناظرہ اور ناظرین کو سناوے۔ (۳) سواے دو شخص مناظر کے اگر حاضرین میں سے کوئی ذرا بھی چون چرا کرے تو جلسہ عام سے نکالدیا جاوے۔ (۴) جلسہ میں ہندو مسلمانوں کی علیحدہ علیحدہ دو جماعتیں قرار پاویں اور مناظرہ کرنے والے ہر دو جماعت کے درمیان بیٹھیں۔ (۵) مناظرہ میں کوئی فریق کلام ناشایستہ زبان سے نہ نکالے۔ (۶) بعد اختتام مناظرہ ہر دو مناظر بحث نوشتہ پر جلسہ عام میں اپنے اپنے دستخط ثبت کریں۔ غرض اسی طرح کی آٹھ یا نو شرطیں تھیں۔

دعویٰ پنڈت جگت نرائن صاحب بنارسی۔ (۱) گائے کا گوشت کھانا کسی مذہب میں جائز نہیں۔ (۲) گائے ہم لوگوں کی ماتا

مارنا چاہیئے -) ہر دو مضامین مورخ مذکور نے اتہاس مذکور الصدر کے صفحہ متذکرہ بالا مین درج کیئے ہین جسکا جی چاہے رگ بید یا کتاب مذکور مین دیکھ لے - یہ یاگ مین بھردواج نے جب بھرت کی دعوت کی ہرن کا - بھیڑی کا جنگلی سور کا - تیتر کا - اور مور کا مانس کھانے کو دیا تھا اور کھانون کے ساتھ نشیلی شرابون کا بھی شمار نہ تھا اور تازہ گوشت تو درکنار رہے بلکہ جس طرح آس ملک مین مچھلی سکھا کر رکھی جاتی ہی راجہ رامچندر کے زمانہ مین گوشت کھانے کا ایسا دستور عام اور ایسی کثرت تھی کہ کھانے کے واسطے گوشت سکھا کر لیتے سکھوتی بنا بنا کر رکھا کرتے تھے چنانچہ رامچندر جی چترکوٹ مین جانور مار مار کر لاتے تھے اور سیتا اونکا گوشت کاٹ کاٹ کر دھوپ مین سکھا لیا کرتی تھین (دیکھو اتہاس ترناسک تیسرا بھاگ کا صفحہ ۳۴) لاش راجہ دسرت کی ریشمی کپڑے مین لپیٹ کر ارتھی پر رکھکر جلائی گئی اور گائے اور بچھڑا ابل دیا گیا اور گھی تیل اور گوشت بانٹا گیا - اگر کسی ہندو بھائی کو شبہ ہو تو ہندوؤن کی کتب تاریخ مین دیکھ لے اگر اور کتب تواریخ بروقت دستیاب نہون تو رام شیو پرشاد صاحب ستارہ ہند علم دوست مشہور مورخ کی اتہاس مذکور الصدر کے صفحہ ۴۴ ہی مین دیکھ لے - اور انصاف کرے زمانہ سابق مین گائے وغیرہ کے گوشت کھانے کی ہندو مین کیسی کثرت تھی کہ دعوتون اور میت کے بھوج بھنڈارون مین گائین کثرت سے ماری جاتی تھین اور اونکا گوشت ہندو بلکہ اونکے پیشوا اور بزرگ بہت شوق ذوق چٹخارے لے لے کر تناول فرماتے تھے بلکہ اوس زمانہ مین ہرن وغیرہ کا گوشت کھا کر چمڑے کو اوڑھتے تھے یہان تک کہ عورتین بھی چمڑے کی پوشاک بناتی تھین چنانچہ کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ رامچندر کے بیاہ مین راجہ جنک نے ریشمی کپڑے اور پشمینے اور قیمتی جواہرات سوا کے ساتھ دیئے تھے - اب جہالت یہان تک پہونچی کہ اللہ تعالی کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال سمجھنے لگے اوس خاوند مالک حقیقی کی نعمتون کا شکر نہین ادا کرتے - مسلمان یہود اور نصاریٰ آپس مین اہل کتاب بھائی ہین اور اونکے یہان گائیون کا ہونا اور گوشت کھانا بکثرت پایا جاتا ہے مسلمانون کی تمام کتب دینیہ مین قربانی کا بیان ہے بروز عید ایک گائے کا سات آدمیون کی طرف سے قربانی دینا لکھا ہے جسکا جی چاہے قربانی کا بیان پڑھوا کر سنے چونکہ مسلمانون کے بچے بھی اس حال سے واقف ہین اس لیئے اسکے لکھنے کی ضرورت نہین - مخالف کو اونھین کی کتابون سے قائل کرنا چاہیئے لہذا ہندو مذہب کی کتابون سے اس مسئلہ مین استدلال کیا گیا ناظرین منصفین بنظر انصاف بیان متذکرہ بالا کو دیکھین اور بلا تعصب اپنے ہندو مذہب کی کتابون مین خوب تحقیق کرین کیونکہ اگر تعصب اور ہٹ دھرمی سے علیحدہ و پاک ہو کر ان باتون کی تحقیق نکرینگے تو حق و ناحق کے تمیز کی طاقت باقی نرہیگی آنکھون پر پردہ پڑجائیگا جوش مذہبی کا بخار چڑھ جائیگا اور پھر باولے ہو کر اندھا دھند بکنے لگینگے - مجکو بھی برا بھلا کہینگے -

ف۱ یہ اور اوپر کے مضامین آئینہ تاریخ نما حصہ سوم مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۲۴ مین مندرج ہین - (نوٹ ۱) منو سمرت مین لکھا ہی کہ برہمن کا بیٹا کاشی سے بدیا یعنی علم پڑھکر آوے تو اوسکا باپ اوسکے استقبال کو جاوے اور گائے ذبح کرکے اوسکی کھال گرم گرم بیٹے کے بدن پر رکھے - (نوٹ ۲) متسیہ پوران مین لکھا ہے کہ کوشک کی سات بیٹی تھین اوسکے مرنے کے بعد بڑا کال پڑا اونکے پاس کچھ کھانے کو نرہا گرگ رشی کے پاس چلی گئین اوسنے اونکو اپنی گائے چرانے کے لیئے بن مین بھیجا وہ بن مین جاکر مارے بھوک اوس گائے کو ذبح کرکے دیوتا پترون کو چڑھا کر کھا گئین شام کیوقت آکر گائے کے مالک سے کہنے لگین کہ تمھاری گائے کو شیر کھا گیا چنانچہ اوس نے کر

اسکی حفاظت ہم لوگون پر ضروری ہے کیونکہ یہ خود تو دودھ دیتی ہے اور بچے اسکے ہل جوتنے وغیرہ زراعت کے کام مین آتے ہین۔(۴)
مسلمان گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دین تو ہم لوگون کو اونکے ساتھ کھانے پینے مین کچھ مضائقہ نہین۔(۵) چھوت کی تمیز نہ کرنا چاہیئے۔

جواب دعوی اول - کسی مذہب کی باتین تو دو کنار رہین اپنے ہی مذہب کی کتابین ذرا بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین اور سوچین کہ دعوی آپکا کہانتک درست ہے۔ ہندؤن کی ساری معتبر کتابون مین گومیدھ جگ کا حال لکھا ہے برہمن لوگ جو ہندؤن مین اعلے درجہ کی ذات شمار کئے جاتے ہین اوس جگ مین بل یعنی قربانی دیکر لیے کھٹکے اوسکا گوشت کھاتے تھے اس بات کو سارے ہندو بھائی تسلیم کرتے ہین اور غالبا آپ بھی تسلیم کرینگے۔ جس ہندو بھائی کو اس بارہ مین ذرا بھی شبہ ہو وہ گومیدھ جگ کا حال اپنے وید یا دیگر کتابون مین دیکھے اگر کسی لفظ کے معنی پر اعتراض ہو تو شبدکوش (کتاب لغت) ملاحظہ فرماوین یا بڑے بڑے قدیم پنڈتون کے بتلائے ہوئے معنی و مطلب کو دیکھین یا بذریعہ اخبارات ہند کے مشہور مشہور پنڈتون سے اسکے معنی یا مطلب دریافت کرین اگر کوئی شخص یہ مغالطہ دے کہ سابق کے ہندو گایون کو بل دیکر کھا جاتے تھے اور پھر اونکو زندہ کر دیتے تھے تو مین کہتا ہون کہ یہ بات محض لغو اور بعید از قیاس ہے ایسا کرنا گویا خدائی کرنا ہے جب گائے کو کھا جاتے تھے تو پھر وہی گائے جو دس یا بیس برہمنون کے پیٹ مین بطور غذا کے گئی جسکی اصل مین کچھ ہیئت باقی نہ رہی کلیجی انتڑی اوجھ بوجھ تک برہمنون کے پیٹ مین جا کر پچی تو پھر اوسکا زندہ کرنا بالکل غیر ممکن ہے اگر یہ طاقت اونمین ہوتی تو اونکے بزرگ کبھی نہ مرتے ہمیشہ زندہ رہتے جب مر جاتے تو برہمن لوگ اپنے منتر اور شکتی یعنی طاقت کے ذریعہ (ذریعہ) سے اونکو زندہ کر دیتے اور ایسا ہی حال اونکی مویشیون کا ہوتا ایک بیل ہزارون برس بلکہ قدیم الایام سے آج تک زندہ رہتا۔ ایک گھوڑا لاکھون برس کی سواری کے واسطے کافی ہوتا۔ ایک گائے تمام عمر دودھ کھلانے کو کافی ہوتی۔ دیبی۔ درگا۔ رام لچھمن سیتا۔ دروپدی۔ کیکئی اور کالی کے مرنے کی نوبت نہ پہونچتی۔ موت کی کچھ حقیقت نہ سمجھی جاتی خود تا قیامت زندہ رہتے ایک لڑکا اپنے خاندان کے سب لوگون سے ملاقات کرتا کرورون پشت کے بزرگون کی قدمبوسی حاصل کرتا۔ آج رام اور لچھمن کو اپنی آنکھون سے دیکھتا سوائے اسکے ہندؤن کی ہماری کتب مین قادر مطلق کو سرب شکتی مان پرمیشور لکھا ہے توجہ شکتی یا طاقت پرمیشور یا خدا کو حاصل ہے وہ اوسکی مخلوق مین سمجھی گئی جس سے اس خیال کا آدمی مشرک ہو کر جہنمی ہوا۔ علاوہ اسکے اگر واقعی ہندو لوگ گومیدھ جگ مین گایون کو بل دیکر کھا جاتے تھے۔ اور بعد کھانے کے پھر زندہ کر دیتے تھے تو گائے کھانا تو خود ہندؤن کی کتابون سے جائز اور ثابت ہوا باقی زندہ نکر سکنے کے بارہ مین مین یہ کہہ سکتا ہون کہ خود وہ ایسے پاپی ہو گئے کہ گایون کو کھا کر پھر زندہ کرنے کی طاقت اونمین باقی نہ رہی۔ گایون کو کھا کر پھر زندہ کرنا محض غلط خیال ہے اگر پنڈت جی خواہ دیگر ہندو بھائی اسکو صحیح کہین تو وید مین ایسی گایون کے زندہ کرنے کا حال دکھلاوین۔ راجہ شیو پرشاد صاحب ستارہ ہند نے اپنی اتہاس تمر ناسک حصہ سوم[۵] کے صفحہ ۸۲ کی سطر ۱۴ مین لکھا ہے کہ گائے کو مار کر پھر زندہ کر دینا بید مین کہین نہین لکھا۔ رگ بید مین لکھا ہے کہ جب ہم بانجھ گائے یا گابھن گائے یا سانڈون کو بل دیتے ہین تب اے اگنی تو پوری ہماری ہو جاتی ہے۔ اور ایک مقام پر ایسا بھی لکھا ہے کہ (منتر اور برہمن کے واسطے بانجھ گائے

[۵] یہ مضمون آئینہ تاریخ نما حصہ سوم مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ کے صفحہ ۸۳ مین ہے

درخت جو میٹھا مزیدار پھل دیتے ہیں شادی بیاہ یا سرادھ وغیرہ میں جلانے کے واسطے ان درختوں کی کٹوائی میں کتنی ہتھیا کرواتے ہیں - ایک بات یاد
آئی اتہاس تمر ناسک تیسرے حصہ کے صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ سابق میں ہندوؤں کی عورتیں بدنامی کے ڈر سے قربانی چڑھائی جاتی تھیں اور انکو نشہ
پلاکر بیہوش کر دیتے تھے اور زبردستی آگ میں جھونک دیتے تھے - دیکھو دروپدی کو کیچک کی لاش کے ساتھ جلانے کو لیچلے تھے اگرچہ گئی تھیں نوبت
تلوار مارنے تھی - اتہاس تمر کور الصدر کے صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے کہ بھیم نے اپنے چچیرے بھائی دُشاسن کی چھاتی پر چڑھکر اوسکا گلا کاٹا اور ایک چلو بھر لہو
پی لیا اور کھیل کھلا کے بولا کہ ایسا میٹھا شربت میں نے کبھی نہیں پیا تھا اب ہمارے مہربان پنڈت جی ذرا غور کر کے فرمائیں کہ اس سے بڑھکر اور کیا ہتھیا ہوگی
جو لوگ آدمی کا بھی لہو پی جاتے تھے اونکے نزدیک جانوروں کا لہو یا کلیجا کیونکر بچ سکتا تھا اس زمانہ میں تو کوئی آدمی نظر نہیں آتا کہ آدمی کو ذبح کرکے
اوسکا خون پی جاتا ہو حالات متذکرہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ زمانہ گذشتہ میں ہمارے ہندو بھائیوں کے بزرگ بہ نسبت زمانہ حال کے کہیں زیادہ گوشت خوار
اور زیادہ ہتھیا کرنیوالے تھے رسم ستی کی بھی کچھ کم ہتھیا نہ تھی تحریر مندرجہ بالا کے خلاف جن صاحبوں کی رای ہو وہ اگر اپنے مذہب کی کتابوں پر چلنا یا عمل کرنا
معیوب اور ہٹ دھرمی سے گورکھشی سبھا میں شریک ہونا ضروری سمجھتے ہوں تو وہ دودھ دہی گھی چربی چونا طبلہ ڈھول وغیرہ کے استعمال سے بھی باز
آویں ورنہ پھر میں وہی کہونگا کہ گڑ کھائیں گلگلے سے پرہیز رآئے - مباحثہ متذکرہ بالا اور تواریخ سے ہمارے ہندو بھائیوں [illegible] ہوگا کہ
ہندوستان میں آجکل سے بڑھکر راجہ رامچندر و دسرتھ وغیرہ کے عہد میں گائے وغیرہ کا گوشت کھانیکا زیادہ چرچا تھا یہانتک کہ گوشت سکھا کر رکھا جاتا
تھا قریب نو سو برس سے مسلمان لوگ گائے ذبح کرکے کھاتے چلے آتے ہیں اور قریب ۱۴۳۰ برس سے نصاریٰ یا عیسائی بھائی جو بباعث ہونے اہل کتاب کے
اہل اسلام سے قربت رکھتے ہیں اس حلال غذا میں شریک ہوئے اور جہانتک عقل دوڑاتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے دہ چند بلکہ زیادہ گائیں روزانہ
انگریزوں کے یہاں گوشت کے لئے خرچ ہوتی ہیں سرکاری پلٹنوں میں اسکا حساب دیکھ لو یا کلکتہ کے مذبح کی سیر کرو چونکہ خدا تعالیٰ نے گایوں کو حلال
کیا ہے اور کثرت سے اونکا خرچ ہے اور زیادہ تر قوموں کی یہی غذا ہے اسلیے گائے اور بکری وغیرہ کو انکے کھانیکے لئے اپنی قدرت کاملہ سے بکثرت بہم پہونچایا
اگر اسکے خرچ میں تخفیف ہو تو آمد میں بھی تخفیف ہوجائیگی ہندو ذرا غور کرکے دیکھیں کہ گائے ۹ مہینے میں ایک بچہ اور بکری ۶ مہینے میں ایک دو یا
تین بچے جنتی ہے اور روزانہ اسقدر اونکا خرچ ہے اسپر بھی میدانوں میں جاکر دیکھیے سے جھنڈ کے جھنڈ بکریاں اور غول کے غول گائے بیل نظر آتے ہیں حالانکہ
کتی دو یا تین مہینے میں دس دس بچے جنتی ہے اور کوئی آدمی اسکو نہیں کھاتا اسپر بھی کتوں یا کتیوں کے جھنڈ بکریوں یا گایوں کے آدھے بھی نظر نہیں
آتے ہمارے ہندو بھائی خدا کی قدرتوں کو دیکھیں اور مزاحمت گاؤکشی سے باز آویں اور آپس میں اتحاد و دوستی قائم رکھیں اور انصاف کریں
جب ہندوؤں نے گاؤکشی کو اپنے عہد حکومت میں نہ روکا اور اہل اسلام کی شروع سلطنت میں بھی گاؤکشی کے مزاحم نہوئے جبکہ مسلمانوں کا زور
بہت کم تھا تو اب بعد زمانہ بعید یعنی قریب ۹ سو برس کے جبکہ انگریز بھی اس حلال غذا میں آکر شریک ہوگئے کب روک سکتے ہیں اور گاؤکشی کب اس
ملک سے اوٹھ سکتی ہے - اہل سیر اور زمانہ دیدہ لوگ خوب واقف ہونگے کہ اکثر اوقات بڑے بڑے ذی اقتدار ہندو اور سیٹھوں اور مہاجنوں نے
جلیل القدر انگریزوں کی دعوتوں میں اپنی پالی دودھ دینے والی گایوں کو ذبح کیا ہے اور حکام کو کھلایا ہے اور یہ فعل اونکا ہرگز برا نہیں تصور کیا
کیونکہ رگ بید منوسمرت اور منتب وغیرہ مذہبی متبرک کتابیں گاؤکشی کو بڑی دھوم دھام سے جائز ثابت کرتی ہیں طالبان حق ان کتابوں کو دیکھیں
کھانی نہ کھانی کا اختیار ہے لیکن جواز تو ثابت ہے - اصل یہ ہے کہ بسبب جہالت کے ہر فرقہ کے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں چہ ہندو چہ مسلمان سب کا یہی حال ہے ہندوؤں میں

دہی کی بدولت دیکھنے مین آتی ہین اس بارہ مین بجز اسکے کہ گڑ کھائین گلگلے سے پرہیز اور کیا کہون **جواب دعوی سوم** یہ معاہدہ محض غلط اور نافہمی کا ہی مصنف جانتا ہی کہ ایک ہی کُنبے کے ہندو لوگ ایک ساتھ کھانے کو بُرا سمجھتے ہین تو بھلا کب ممکن ہی کہ مجرد گائے کے گوشت کے ترک کرنے کی وجہ سے غیر قوم وغیر خاندان کی ساتھ کھائین پئینگے - کوئی بابھن یا برہمن یا راجپوت کسی کاندو کُرمی یا کلوار کے ساتھ بھات روٹی نہین کھاتا بلکہ ایک برہمن یا راجپوت یا کھتری کسی کُرمی کاندو یا کلوار کا چھوا ہوا بھات یا روٹی نہین کھا سکتا اگر ہمارے مہربان پنڈت جی اپنے دعوے مین پکے اور بات کے سچے ہین تو ایک کاندو یا کُرمی کا پکایا ہوا بھات کاندو یا کُرمی کے شامل کھاوین تاکہ ہندوؤن مین یہ مسئلہ مثل اہل اسلام کے جاری ہو کہ ایک شیخ یا سید ایک جولاہے مومن کے ساتھ بلا عذر کھا پی سکتا ہے - گائے کا گوشت کھانے کی وجہ سے کوئی شخص برا سمجھا جاوی اور شامل کھانے پینے کے قابل نہ ہی تو سب سے بری بقول آپکے راجہ رامچندر جی سیتا اور دسرت اور اونکے زمانہ کی دیگر ہندو ہونگے جنکے زمانہ مین گائے کے گوشت کھانیکا عام دستور تھا بلکہ لوگ جنگلی سور کا بھی گوشت کھاتے تھے یہانتک کہ گوشت کی سکھٹی سکھا کر رکھتے تھے جیسا کہ دعوی اول کے جواب مین اوپر گزرا ملاحظہ مین غور فرماوین کہ آیا راجہ رامچندر اور دسرت اور اونکے زمانہ کے دیگر ہندو اچھے اور اپنے مذہب مین پکے تھے یا اس زمانہ کے ہندو بھائی جن مین نہ علم نہ فہم صرف سُنی سُنائی باتون پر عمل کرتے ہین برہمنون کی زبانی اور دل کی گڑھی ہوئی باتون کو وید و پوران سمجھتے ہین انہین اچھے وہ علم دوست ہین جو انکے دام مین نہین پھنستے حق و باطل پر خود غور کرتے ہین جو انکے نزدیک صحیح معلوم ہوتا اوسپر عمل کرتے ہین آپس کے رگڑے جھگڑے مین نہین پڑتے ہین ایسے علم دوست و صاحب عقل کو داد دیتا ہون اور صد آفرین کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ باری تعالے انکو جھگڑالو اور جہلا برہمنون کی صحبت سے بچائے اور اونکو اپنی محبت عطا فرمائے - **جواب دعوی چہارم** - جیسا کہ سمجھا تو ہمارے مہربان پنڈت جی کے مذکورہ بالا شبہون کے رد کی وجہ لانے کی حاجت نہین تاہم بگیان شاستر یعنی علم طبیعی کی رو سے پنڈت جی کو سمجھاتا ہون خدا انکو فہم سلیم عطا فرماوے تاکہ وہ سمجھین اور دیکھین کہ روز مرہ ہمارے ہندو بھائی خاصکر خود پنڈت جی موصوف کتنی ہتیا کرتے ہین - بگیان شاستر یعنی علم طبیعی مین لکھا ہی کہ نا پرکار کے سجیو پدارتھ یعنی انواع اقسام کی جاندار چیزین ہین - ایک جاندار چیز تو وہ ہی جو چلتی پھرتی ہی مثلاً چرند پرند اور کیڑے مکوڑے وغیرہ دوسری وہ جو حرکت نہین کرتی اپنی جگہ پر قائم رہتی ہی اور جب تک اوس مین جان ہی بڑھتی رہتی ہی اور جب مر جاتی ہی تو بڑھنے سے باز رہتی ہی اور سوکھ جاتی ہی مثلاً درخت گھانس پات وغیرہ نباتات - بگیان شاستر (علم طبیعی) سے ثابت ہی کہ ایک چلو پانی مین سیکڑون ایسی چھوٹی چھوٹی سجیو پدارتھ (جاندار چیزین) یعنی کیڑے ہین جو بسبب بہت چھوٹے ہونے کے نظر نہین آتے ہزار چھانو ضرور رہ جاتے ہین آنکھون مین شیشہ لگا کر دیکھو تو صاف نظر آئینگے ہمارے مہربان پنڈت جی جل یعنی پانی ضرور نوش فرماتے ہین پکا ہوا کھانا ضرور کھاتے ہین صبح کو مسواک ضرور کرتے ہین روزانہ ایک مسواک ضرور تازہ منگواتے اشنان ضرور کرتے ہین ہاتھ بدن ضرور ملتے ہین تو ذرا مہربانی فرما کر دیکھین کہ ہر روز پانی مین ہر گھونٹ کے ساتھ کتنے کیڑون کی جان لیتے ہین - ہر روز کھانا پکاتی وقت ایندھن مین کتنے کیڑون کی ہتیا کرتے ہین ہر روز درختون کی ٹہنیان مسواک کیواسطے منگانے مین کتنی ہتیا کرتے ہین گائے یا گھوڑون کے کھانے کے لئے گھانس چھلوانے مین کتنی جانون کی ہتیا کرواتے ہین نہانے دھونے بدن ملنے مین پانی کے ساتھ کتنے کیڑون کو پیستے ہین چلنے پھرنے مین کتنی جاندار چیزون کو مسمار کرتے ہین مُردون کو جلانے کے لئے درختون کی ٹہنیان کٹوانے مین کیسی خونریزیان کرتے کراتے ہین آم وغیرہ

وہ لیاقت نہیں جس سے وید پڑھ سکیں اور اپنے مذہب کی حلال و حرام چیزوں سے واقف ہوں برہمنوں نے جو کچھ کہدیا اوسپر عمل کر لیا انکا سارا وید و شاستر یا پوران برہمنوں کا کلام ہی دین کو سمجھے اندر سکے جین پنڈت پتر اسنالی (?) لیکن وید کسی کے پاس نہیں اور طرہ یہ کہ جب برہمنوں نے دیکھا کہ اب ہم میں وید پڑھنے پڑھانے کی لیاقت نہیں رہی یا سب لوگ وید جانینگے تو ہماری قدر و منزلت نہ ہوگی تو فوراً حکم جاری کر دیا کہ بجز برہمنوں کے کسی کو وید سننے پڑھنے کا اختیار نہیں حالانکہ وید کا پڑھنا ہر ہندو پر ضرور تھا تاکہ اوسکو اپنے مذہب کے حلال و حرام سے خبردار اوسکی حقیقت معلوم ہو مسلمانوں میں بھی جن لوگوں نے حدیث شریف و قرآن مجید پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا گمراہ ہو گئے اور جو لوگ انکو دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں ہزار مصیبتیں جھیلتے ہیں مگر اوسپر عمل کرنے سے باز نہیں آتے محقق مسلمان اللہ و رسول صلعم کے اب بھی ایسے ہی لوگ پیارے ہیں اور جو لوگ خود غرض مکار ہوتے ہیں اور درویشوں کو اپنا خدا سمجھتے ہیں اللہ و رسول اکرم کے احکام مقدس کی کچھ وقعت نہیں کرتے وہ ایسے بزرگوں سے فیض کچھ کم نہیں ہیں

خاتمہ - ایک ہندو مخبر نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے مہربان قدردان پنڈت جگت نرائن صاحب یہ فرماتے ہیں کہ کتاب محمد پرکھیا کا جواب میں نے اوس کلام سے نہیں دیا کیونکہ اول تو اونکی کتاب محمد پرکھیا البتہ امتحان محمدی کا جواب قبل اسکے شائع ہو چکا ہے غالباً ممتحن صاحب نے اوسکا جواب دیکھا ہوگا اور مخبر کی نظر سے بھی یہ گذرا ہوگا دوم اوس کتاب میں پرکھ یعنی ممتحن صاحب نے بجز طعن و تشنیع اور محض لغو یا کذب و افترا پردازی کے اور کیا لکھا ہے جسکا جواب دیا جاوے اور یونہی گالیاں دینی ہیں تو کیوں نہیں اگر میں بھی یہی شیوہ اختیار کروں تو مجھ میں اور میرے مہربان پنڈت جی میں کیا فرق رہے میں منافق بننا نہیں چاہتا اور اپنی زبان و قلم سے ناشائستہ اور گندی باتیں نہیں نکالتا ممتحن یعنی پنڈت جگت نرائن صاحب نے جو الزامات آنحضرت صلعم پر لگائے ہیں وہ بالکل بہتان ہیں یا بالفرض اگر میں ایسے بہتانوں اور افترا پردازیوں کو راجہ رامچندر و سری کرشن چندر جی میں جنکو وہ معاذاللہ خدا سمجھتے ہیں صحیح ثابت کر دوں تو کوئی ہندو بھائی ایسا نہیں جسکو ملال خاطر نہو اور جسکی الزام میں مجھے گالیوں کا منہ نہ دیکھنا پڑے اسلئے میں اپنے مہربان پنڈت جی کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان عیوب کو ذرا اپنے ہی رامچندر و سری کرشن و سیتا وغیرہ میں دیکھیں رامائن و پریم ساگر کے دیکھنے سے پتہ لگجائیگا یا بہتر ہوگا کہ تحفۃ الہند ملاحظہ فرمائیں ممتحن صاحب کی افتراپردازیوں کا مفصل جواب لکھا ہے جو بابت طوالت وغیرہ چھپوایا نہ گیا اور جواب میں ممتحن صاحب کے علم و فہم کی بھی خبر لی گئی ہے اور کم سے کم وہ غلطیاں بیان کریں یعنی صرف و نحو کی دکھلائی گئی ہیں جب ممتحن صاحب ایسے کم لیاقت ہیں تو سوال کیا کرینگے خاک افسوس جب سے ملک ہندوستان سے علم کا شوق جاتا رہا حق و باطل کی تمیز نہیں رہی خوف خدا اوٹھ گیا مالک حقیقی کے احکام پاک کی وقعت و تلاش نہیں رہی تو افلاس کا منہ دیکھنے لگا لوگوں کو روز بروز جاہل بنتے دیکھ کر ہمارے عاقبت اندیش ہو گئیں نیا ڈھنگ نکالا جیسا کہتے ہیں اوسکا نتیجہ حق بات کو بالائے طاق رکھا نا اتفاقیوں کا تخم دنیا میں بویا گیا اور بجائے محبت یکجہتی قائم کرنے کے لڑائی جھگڑائی کی بدولت برہمنوں کا کام بنا پیٹ پالنے کا اچھا ذریعہ نکلا کچھ دن کی بدولت ہزار روپیہ کی آمدنی ہو گئی کہ کسی رسالہ پتک میں کچھ ہمتی لکھ دی اسکے شائع ہونے سے کچھ نہیں ہوتا ہے دونوں طرف کے لوگ مالامال ہو گئے اونکی کوششوں سے جگہ جگہ دوست جانی دشمن ہو گئے ایک دوسرے کو نیچی نظروں سے دیکھنے لگے خدا سے ڈرو اسمیں اچھی بات نہیں اتحاد و دوستی قائم رکھو جسکی جو غذا ہے اوسکو کھانے پینے میں زبردستی روک ٹوک نکرو پڑھو لکھو بیدار ہو کر حق و ناحق کو جس بات میں شبہ پڑے اپنی ہی کتابوں سے دریافت کرو اور اوسپر عمل کرو جس خالق اکبر نے پیدا کیا ہے اوسکی پرستش اور اوسکے حکم کی تعمیل کرو یہی کچھ کام آویگا دنیا کو ایک بسنے (?) کی سرا ہے ہر قوم و فرقہ کے لوگ چند روز کے لیے بطور مسافر کے آرام لینے آتے ہیں دیکھو مسافر لوگ باوجود مختلف ملت و مذہب کے کیسے پیار و محبت سے ساتھ رہتے ہیں گذر کرتے ہیں افسوس ہم اس سرائے دنیا کے نیچے ایسی تنگ وقت میں کیوں آپس میں لڑیں جھگڑیں و ایک دوسرے کی گھر ہو پیاسے رہیں خدا یا عقل سلیم عطا فرما اور ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے رسول پاک کی محبت پیدا کر اور اس مہمانسرائے میں اپنا اور اپنے رسول کا تابعدار بنائے رکھ اور مسلمان کر کے دنیا سے اوٹھا آمین رب العالمین

تمام شد

راقم آپ کا ابو الحسن تاجپوری - ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء -

(مطبوعہ شوکت المطابع شحنہ ہند پریس میرٹھ)